المواہب اللدنیہ کی ضعیف، موضوع اور اسرائیلی روایات کا تنقیدی جائزہ-۲

ثمینہ سعدیہ*

نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت سے متعلق موضوع اور ضعیف احادیث:

نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کو کئی علماء نے مستحب قرار دیا ہے۔ان میں علامہ تقی الدین السبکی، علامہ قسطلانی، علامہ شامی، ابن الحاج، قاضی عیاض اور دیگر کئی علماء شامل ہیں۔جبکہ امام ابن تیمیہ اور ان کے متبعین اس کے سخت خلاف ہیں۔

علامہ قسطلانی نے قبر نبویؐ کی زیارت سے متعلق درج ذیل احادیث نقل کی ہیں۔

''من زار قبری وجبت له شفاعتی.'' (۱)

''جس نے میری قبر کی زیارت کی تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔''

''من جاء نی زائرا لا تعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا له یوم القیامة۔''(۲)

جو کوئی میری زیارت کے ارادہ سے آئے اور سوائے میری زیارت کے اسے اور کوئی کام نہ ہو تو میں قیامت کے دن اس کے لیے شفیع ہوں گا۔

''من وجد سعة ولم یفد الی فقد جفانی۔'' (۳)

''جو کوئی استطاعت کے باوجود مجھ سے ملنے نہ آئے تو اس نے مجھ سے جفا کی۔''

''من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ۔'' (۴)

''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔''

''من زارنی کنت له شفیعا او شهیدا۔'' (۵)

''جو کوئی میری زیارت کرے گا تو میں اس کے لیے شفیع اور گواہ ہوں گا۔''

''من زارنی محتسبا الی المدینة کان فی جواری یوم القیامة۔'' (۶)

''جو کوئی میری زیارت کے ارادہ سے مدینہ رک جائے تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔''

علامہ تقی الدین السبکی، ابن الحاج، مولانا عبدالحی لکھنوی، علامہ طاہر الھندی، علامہ قسطلانی اور علامہ عجلونی نے ان احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔علامہ تقی الدین نے ان احادیث کے صحیح ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ہے۔اس کتاب میں مؤلف نے قبر نبویؐ کی زیارت سے متعلق تمام احادیث ان کی تمام اسناد کے ساتھ نقل

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

کی ہیں اور انہیں صحیح قرار دیا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی، علامہ طاہر الھندی اور علامہ عجلونی کے مطابق اگر کسی حدیث کے طرق کثیر ہوں تو وہ حدیث صحت کے درجہ پر آ جاتی ہے۔(۷)

مولانا عبدالحی کے مطابق:

''علماء میں سے بعض نے ان احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور ان میں سے بعض نے ان پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ اور ان کے متبعین، یہ دونوں آراء باطل ہیں اس شخص کے نزدیک جو درست فہم رکھتا ہے۔ تحقیق ان احادیث پر حسن کا حکم لگاتی ہے۔ جیسا کہ تقی الدین السبکی نے شفاء السقام میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔''(۷)

ان احادیث کو موضوع قرار دینے والوں میں امام ابن تیمیہ، علامہ صغانی، علامہ شوکانی، علامہ البانی، محمد درویش الحوتی، احمد بن یحیی النجمی، شیخ محمد ناصر اور ابن عبدالہادی وغیرہ شامل ہیں۔(۸) امام صغانی ''من لم یزرنی فقد جفانی'' حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔(۹)

محمد درویش الحوتی نے ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' حدیث میں ضعف کو واضح کیا ہے۔(۱۰) احمد بن یحیٰ النجمی کے مطابق بھی یہ حدیث موضوع ہے۔(۱۱) مؤلف نجمی نے ان احادیث کی تردید میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''اوضح الاشارہ فی الرد علی من اجاز الممنوع بالزیارۃ'' ہے۔ شیخ محمد بن ناصر کے بقول نبی اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت سے متعلق جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ قبر نبویؐ کی زیارت سے متعلق کوئی صحیح اور حسن حدیث وارد نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی معروف اہل سنن کی کتب مثلاً مسند احمد، مسند ابوداؤد طیالسی، مسند عبد بن حمید اور موطأ امام مالک میں موجود ہیں۔''(۱۲)

علامہ ابن تیمیہ ان احادیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ اور اس طرح کی قبر نبویؐ کی زیارت سے متعلق تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں ان احادیث کو نہ تو ائمہ مسلمین نے اور نہ ہی ائمہ اربعہ اور ان کے علاوہ کسی اور نے نقل کیا ہے۔''(۱۳)

نیز اپنی کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم'' میں امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی'' اور ''من حج ولم یزرنی فقد جفانی'' اس طرح کی تمام احادیث جھوٹی اور موضوع ہیں البتہ نبی اکرم ﷺ نے زیارت القبور کی ممانعت کے بعد مطلقاً اس کی رخصت بھی دی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا (میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا پس تم ان کی زیارت کیا کرو)۔ یہ زیارت آخرت کی یاددہانی کے لیے ہے اور اسی وجہ سے تو کافر کی قبر کی زیارت کرنا بھی جائز ہے۔''(۱۴)

علامہ ابن قیم زیارت القبور سے متعلق لکھتے ہیں:

''قبروں کی زیارت کی دو اقسام ہیں۔ زیارۃ شرعیہ اور زیارۃ بدعیۃ شرکیۃ۔ جہاں تک زیارۃ شرعیۃ کا تعلق ہے

اس کا مقصود تین چیزیں ہیں۔ آخرت کی یاددہانی، دعا اور صدقہ کے ذریعے میّت پر احسان کرنا اور اتباعِ سنت کے ذریعہ زائر کا اپنے اوپر احسان کرنا اور جہاں تک بدعیہ شرکیہ کا تعلق ہے تو اس کی اصل بتوں کی عبادت سے ماخوذ ہے۔ وہ یہ کہ کسی صالح شخص کی قبر کی زیارت کا اس لیے ارادہ کرنا کہ اس سے دعا کی جائے، حاجات طلب کی جائیں اور استغاثہ کیا جائے۔ تو ایسی زیارت بدعت ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے مشروع نہیں ٹھہرایا اور نہ ہی صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے ایسا کیا ہے۔" (۱۵)

حدیث ردِ شمس:

حدیث ردِ شمس یعنی غروب ہونے کے بعد سورج کو لوٹانا۔ اس حدیث کو بہت سے علماء نے نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں ذکر کیا ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر اس حالت میں وحی نازل ہوئی جبکہ آپ حضرت علیؓ کی ران مبارک پر سر رکھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس وقت تک نمازِ عصر ادا نہ کی تھی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم نے نمازِ عصر ادا کر لی تھی۔ عرض کیا نہیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا کی اور کہا اے اللہ یہ تیرا بندہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس کے لیے سورج کو لوٹا دے۔ اسی وقت سورج لوٹ آیا۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا تھا اس کے بعد میں نے بعد از غروب طلوع ہوتے بھی دیکھا اور اس کی شعاعیں، پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے۔ (۱۶)

علماء محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان میں امام طحاوی، علامہ بیہقی، قاضی عیاض، علامہ ہیثمی، علامہ سیوطی، علامہ قسطلانی، علامہ سخاوی، ابن عراق کنانی، ملا علی القاری اور امام عجلونی شامل ہیں۔

جن علماء محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے ان میں ابن الجوزی، ابن تیمیہ، امام احمد، علامہ ذھبی، ابن قیم، ابن کثیر اور علامہ البانی شامل ہیں۔

علامہ ابن الجوزی کے مطابق یہ حدیث بلاشک موضوع ہے۔ (۱۷)

علامہ جورقانی لکھتے ہیں: ھذا حدیث منکر مضطرب۔ یہ حدیث منکر مضطرب ہے۔ (۱۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض وغیرہ نے نقل کیا ہے اور اسے نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں شمار کیا ہے۔ لیکن حدیث کا علم اور اس کی معرفت رکھنے والے محققین جانتے ہیں کہ یہ جھوٹی اور موضوع ہے۔" (۱۹)

ان محدثین نے حدیث ردِ شمس کو اس لیے موضوع قرار دیا ہے کہ یہ اس صحیح حدیث کے مخالف ہے جو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے باب میں آئی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں سورج کو روکنا حضرت یوشعؑ کے ساتھ خاص ہونا معلوم ہوتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! انبیاء سابقین میں سے ایک نبیؑ جہاد

کے لیے نکلے کہتے ہیں کہ ان سے مراد یوشع بن نون ؑ ہیں۔ جب وہ نمازِ عصر کے وقت بستی کے قریب ہوئے اور قریب تھا کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ اس پر اس نبی ؑ نے آفتاب کو حکم دیا کہ تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں اور خدا سے دعا کی کہ اے خدا سورج کو رکنے کا حکم دے کہ وہ ہمارے لیے ٹھہرا رہے۔ چنانچہ آفتاب کو روک دیا گیا اور حق تعالیٰ نے اس بستی کو ان پر فتح قرار دیا۔ (۲۰)

اس حدیث کی بنیاد پر حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: یوشع ؑ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ردّ شمس حضرت یوشع ؑ کے خصائص میں سے ہے۔ لہٰذا وہ حدیث جو حضرت علیؓ کے لیے ردّ شمس میں روایت کی گئی ہے ضعف پر دلالت کرتی ہے اور اس حدیث کی صحت احمد بن صالح مصری نے بیان کی ہے۔ لیکن کتب صحاح وحسان میں نقل نہیں کیا گیا۔ باوجود تجسس وتلاش کے حسن ومنفرد ہی یہ حدیث منقول ہے۔ کیونکہ اہلِ بیت میں سے ایک مجہول وغیر معروف عورت نے نقل کیا ہے۔ جس کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ (۲۱)

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ابنِ کثیر کی تردید کرتے ہوئے اس حدیث کے حسن ہونے پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مخفی نہ رہنا چاہئے کہ ان کا یہ کہنا کہ کتبِ صحاح میں ذکر نہیں کیا گیا یہ قابلِ غور وفکر ہے۔ کیونکہ جب امام طحاوی، طبرانی اور قاضی عیاضؒ اس کی صحت اور حسن ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ تو اب ان کا یہ کہنا کہ کتب صحاح وحسان میں ذکر نہیں کیا گیا درست نہ ہوگا۔ اور لازم نہیں ہے کہ تمام ہی کتبِ صحاح وحسان میں مذکور ہوں۔ نیز ان کا یہ کہنا کہ اہل بیت میں سے ایک مجہول وغیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں یہ بات سیدہ اسماء بنت عمیسؓ کے حال کے بارے میں کہنا ممنوع ہے اس لیے کہ وہ جمیلہ وجلیلہ اور عاقلہ ودانا عورت ہیں اور ان کے احوال معلوم ومعروف ہیں اور وہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی زوجیت میں آئیں...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰؓ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے سے رہ جانا اور اس میں تاخیر کرنا بعید ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی بعد نہیں ہے اور ایسے حوادث و حوائج بہت ہیں جن کی بنا پر ایسے امور رونما ہوسکتے ہیں۔ مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو ظہر کی نماز کے بعد کسی کام سے بھیجا تھا۔ غزوۂ خیبر کے بہت کام تھے۔ ان کے جانے کے بعد حضور ﷺ نے نمازِ عصر ادا کی ہوگی اور اس میں حضرت علیؓ شریک نہ ہوئے تھے اس بنا پر یہ واقعہ رونما ہوا ہوگا۔'' (۲۲)

شیخ محمد سخاوی حدیث ردّ شمس کے صحیح ہونے کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''امام احمد نے کہا ہے لا اصل لہ یعنی اس کی کوئی اصلیت نہیں اور ابن الجوزی نے ان کی پیروی کرتے ہوئے اسے موضوعات میں نقل کر دیا ہے۔ حالانکہ امام طحاوی اور قاضی عیاض نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مندہ اور ابن شاھین نے اسماء بنت عمیسؓ کی حدیث کو اور ابن مردویہ نے حضرت ابوھریرہؓ سے حدیث نقل کی ہے۔'' (۲۳)

حدیث کلام حمار:

معجزات نبویؐ میں سے ایک معجزہ گدھے کا کلام کرنا ہے۔ ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ

نے خیبر فتح کیا تو ایک گدھے نے حضورﷺ سے باتیں کیں آپؐ نے گدھے سے پوچھا! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اللہ تعالی نے میرے جد کی نظر سے ساٹھ ایسے گدھے پیدا فرمائے ہیں جن پر بجز نبی کے کسی نے سواری نہیں کی اور میں یہ تمنا رکھتا ہوں کہ حضورﷺ کی سواری کا شرف حاصل کروں۔ میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا ہے اور آپؐ کے سوا کوئی نبی بھی اب آنے والا نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ آپ سے پہلے میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھا جب وہ مجھ پر سواری کا ارادہ کرتا تو میں قصداً اچھل کود کر اسے گرا دیتا اور اسے اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیتا۔ وہ یہودی غصے میں مجھے بھوکا رکھتا تھا اس پر حضورﷺ نے اس سے فرمایا! آئندہ تیرا نام ''یعفور'' ہوگا۔ یہ یعفور آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آپؐ جب اسے کسی کو بلانے بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر جاتا اور اپنے سر سے دروازے کو کوٹتا۔ جب مالک مکان باہر آتا تو وہ اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے بلایا اور وہ اسے لے کر آجاتا۔ جب حضورﷺ نے رحلت فرمائی تو یعفور نے رنج والم اور فراق وجدائی کے غم میں ابوالسہم بن السہمان کے کنویں میں چھلانگ لگا کر خود کو مار ڈالا۔ (۲۴)

اس حدیث کو کئی محدثین نے موضوع قرار دیا ہے۔

علامہ قسطلانی کے مطابق:

''ابونعیم نے اسے معاذ بن جبل کی حدیث سے روایت کیا ہے لیکن حدیث پر طعن کیا گیا ہے اور ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔'' (۲۵)

ابن السید درویش لکھتے ہیں:

''خیبر کے موقع پر گدھے کا آپؐ سے کلام کرنا غیر ثابت ہے اور یہ حدیث موضوع ہے۔ (۲۶) علامہ ابن کثیر نے اس حدیث کو شدید غریب قرار دیا ہے۔'' (۲۷)

حدیث کلام ضب (گوہ کا آپؐ سے کلام کرنا):

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ اچانک بنی سلیم کا ایک بدوی گوہ کا شکار کر کے لایا۔ اسے اس نے اپنی آستین میں اس لیے چھپا رکھا تھا کہ وہ اسے اپنی قیام گاہ میں لے جا کر بھون کر کھائے گا۔ جب اس بدوی نے ایک جماعت کو بیٹھے دیکھا تو کہنے لگا جماعت کے درمیان میں یہ کون شخص ہے؟ صحابہؓ نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے گوہ کو اپنی آستین سے نکالا اور کہنے لگا لات وعزیٰ کی قسم میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک کہ یہ گوہ آپ کی شہادت نہ دے۔ یہ کہہ کر گوہ کو حضور ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ آپؐ نے گوہ کو آواز دی۔ اے گوہ! گوہ نے جواب دیا۔ لبیک وسعدیک۔ جسے ساری جماعت نے سنا۔ آپؐ نے فرمایا! اے گوہ قیامت میں کون آئے گا؟ گوہ نے جواب دیا۔ ساری مخلوق آئے گی۔ پھر پوچھا تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے جواب دیا۔ اس خدائے پاک کی قسم جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی سلطنت زمین میں ہے اور جس کا دریاؤں پر غلبہ ہے۔ جنت میں اس کی رحمت ہے۔ اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا! میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ آپ رسول اللہ، رسول رب العالمین

اورخاتم النبیین ہیں۔"قد افلح من صدقك و خاب من كذبك" یہ سن کروہ بدوی اسلام لے آیا۔" یہ حدیث علامہ قسطلانی نے علامہ بیہقی کے حوالے سے نقل کی ہے۔(۲۸)

علامہ قسطلانی کے مطابق:"یہ حدیث زبانوں پر مشہور ہے۔اور بیہقی نے اسے بہت زیادہ احادیث میں روایت کیا ہے لیکن حدیث غریب اور ضعیف ہے۔امام مزّی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سند اور متن دونوں اعتبار سے درست نہیں۔"(۲۹)

بعدازاں مکمل حدیث نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:اس حدیث پر طعن کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ موضوع ہے۔لیکن نبی اکرم ﷺ کے معجزات اس سے بڑھ کر ہیں۔اور اس حدیث میں کوئی چیز ایسی نہیں جو شرعاً منکر ہو اور اسے ائمہ کرام نے روایت کیا ہے۔پس یہ حدیث ضعیف ہے نہ کہ موضوع۔"(۳۰)

امام عجلونی اور ملا علی القاری نے بھی اس حدیث کے متعلق یہی رائے نقل کی ہے۔(۳۱)

حدیث الغزالۃ (ہرنی کا آپؐ سے کلام کرنا اور اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا):

امّ سلیمؓ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ صحرا میں گشت فرما رہے تھے کہ اچانک تین مرتبہ"یا رسول اللہ" کی آواز سنی۔آپؐ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔دیکھا ہرنی بندھی ہوئی پڑی ہے۔اور ایک بدوی چادر اوڑھے لیٹا ہے۔آپؐ نے ہرنی سے دریافت فرمایا!بتا کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے کہا مجھے اس بدوی نے شکار کر کے باندھ رکھا ہے۔میرے دو بچے اس پہاڑ کی کھوہ میں ہیں۔اگر آپ مجھے آزاد کردیں تو میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر آجاؤں گی۔آپؐ نے فرمایا! کیا تو ایسا کرے گی اور لوٹ آئے گی؟ ہرنی نے کہا اگر میں لوٹ کر نہ آؤں تو خدا مجھے وہ عذاب دے جو محصول لینے والوں پر عذاب کرتا ہے۔اس پر آپؐ نے اسے رہا کر دیا اور وہ چلی گئی۔تھوڑی دیر بعد وہ لوٹ آئی اور آپؐ نے اسے باندھ دیا۔جب بدوی بیدار ہوا تو کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ کوئی خواہش ہے؟ فرمایا! خواہش یہ ہے کہ تو اس ہرنی کو آزاد کردے۔تو اس بدوی نے اسے چھوڑ دیا۔وہ خوش خوش جنگل میں دوڑتی اور چوکڑیاں بھرتی چلی گئی۔وہ کہتی جاتی تھی اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ۔علامہ قسطلانی نے یہ حدیث ابونعیم کے حوالے سے نقل کی ہے۔(۳۲)

علامہ ابن کثیر کے مطابق اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور جس نے اسے نبی اکرم ﷺ کی جانب منسوب کیا تو اس نے جھوٹ بولا۔ملا علی القاری نے المصنوع میں ابن کثیر کی یہ رائے نقل کی ہے۔(۳۳)

ملا علی القاری نے الاسرار المرفوعۃ میں علامہ قسطلانی کی بھی رائے نقل کی ہے۔(۳۴)

علامہ قسطلانی نے اس ضمن میں اپنے شیخ سخاوی کا قول نقل کیا ہے۔

"حدیث تسلیم الغزالۃ زبانوں پر مشہور ہوگئی ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کی مدح میں سے ہے۔ابن کثیر کا یہ کہنا کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور جس نے اسے نبی اکرم ﷺ کی جانب منسوب کیا ہے تو اس نے کذب کیا۔یہ صحیح نہیں ہے۔اس لیے کہ یہ بات متعدد احادیث میں مذکور ہے اور یہ تمام احادیث ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔"(۳۵)

عصر حاضر کے علماء میں سے علامہ شبلی نعمانی نے ان احادیث پر تنقید کی ہے۔ان کے مطابق:

''وہ معجزے جن میں گدھے، اونٹ، بکری، ہرن، گوہ، بھیڑیے، شیر وغیرہ جانوروں کے انسانوں کی طرح بولنے کا ذکر ہے بروایت صحیحہ ثابت نہیں ہیں۔'' (۳۶)

حضرت آدمؑ کی قبولیتِ توبہ کا واقعہ:

علامہ قسطلانی نے حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے:

''لما اقترف آدم الخطيئة قال يارب أسألك بحق محمد لما غفرت لي، فقال الله ، يا آدم وكيف عرفت محمدًا ولم أخلقه ، قال لأنك يارب لما خلقتني بيدك ونفخت في من روحك ،رفعت رأسي فرأيت على قوائم العرش مكتوبًا لا اله الا الله محمد رسول الله ، فعلمت أنك لم تضف الى ا سمك الا أحب الخلق اليك فقال الله تعالى ، صدقت يآدم انه لأحب الخلق الي واذ سالتني بحقه قد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك.'' (۳۷)

''جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے کہا اے خدا! میں تجھ کو محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری خطا معاف فرما دے۔ خدا نے کہا! تم نے محمد ﷺ کو کیونکر جانا؟ حضرت آدمؑ نے کہا میں نے سر اٹھا کر عرش کے پایوں پر نظر ڈالی تو یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس سے میں نے قیاس کیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس شخص کا نام ملایا ہے وہ ضرور تجھ کو محبوب ترین خلق ہوگا۔ خدا نے کہا: آدم تم نے سچ کہا اور محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔''

یہ حدیث امام حاکم، علامہ بیہقی، علامہ طبرانی، ابن عساکر اور دیگر کئی محدثین واھل سیر نے نقل کی ہے۔ (۳۸)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اپنے باپ سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔'' (۳۹)

امام حاکم نے اس حدیث کو نقل کر کے کہا ہے کہ ''یہ صحیح حدیث ہے اور یہ واحد حدیث ہے جو میں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے نقل کی ہے۔'' (۴۰) لیکن علامہ ذہبی نے امام حاکم کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے: ''یہ حدیث موضوع ہے اور عبدالرحمٰن واھی ہے۔'' (۴۱) علامہ بیہقی اور امام ابن کثیر نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (۴۲)

امام ابن تیمیہ، امام حاکم پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حاکم کا اس قسم کی حدیثوں کو صحیح کہنا، ائمہ حدیث نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حاکم ایسی بہت سی جھوٹی اور موضوع حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں۔ اسی طرح حاکم کی ''المستدرک'' میں بہت سی حدیثیں ہیں جن کو حاکم نے صحیح کہا ہے حالانکہ وہ ائمہ حدیث کے نزدیک موضوع ہیں۔'' (۴۳)

مولانا تقی الدین امینی نے بھی ابن تیمیہ کے حوالے سے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔(۴۴)

علامہ البانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''شاید یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اصلاً موقوف ہیں اور اسرائیلیات میں سے ہیں۔عبدالرحمٰن بن زید نے خطا کی ہے جو اسے نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔''(۴۵)

حضرت عباسؓ کے مناقب سے متعلق ضعیف وموضوع روایات:

علامہ قسطلانی نے حضرت عباسؓ کے فضائل ومناقب کے ضمن میں احادیث نقل کی ہیں یہ احادیث یا تو ضعیف ہیں یا موضوع۔مثلاً

۱۔ ایک روایت ہے:

''هذا عمی أبو الخلفاء اجود قريش كفا واجملها وان من ولده السفاح والمنصور والمهدى.''(۴۶)

''یہ میرے چچا ابوالخلفاء ہیں۔نسب کے اعتبار سے قریش میں بہترین اور اجمل ہیں اور ان کی اولاد میں سے سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے۔''

اس حدیث کے متعلق ابن الجوزی لکھتے ہیں:

''هذا حديث موضوع والمتهم به الغلابى فانه كذاب''.(۴۷)

''یہ حدیث موضوع ہے اور محمد بن زکریا غلابی کو اس بناء پر متہم کیا گیا ہے کہ وہ کذاب ہے۔''

ابن عراق کنانی اور علامہ سیوطی نے بھی اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔(۴۸)

۲۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔

''اللهم اغفر للعباس ولمحبى ولد العباس وشيعتهم۔''(۴۹)

''اے اللہ عباس اور عباس کی اولاد اور ان کے گروہ سے محبت کرنے والوں کو بخش دے۔''

علامہ قسطلانی نے خود اس حدیث کو شدید واہی کہا ہے۔(۵۰)

۳۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا:

''فيكم النبوة والمملكة.''(۵۱)

''تم میں نبوّت اور بادشاہت ہے۔''

ابن الجوزی کے مطابق:

''اس حدیث میں ابن شبیب منفرد راوی ہے۔ابن حبان نے کہا ہے کہ اس سے احتجاج جائز نہیں۔''(۵۲)

۴۔ جابر بن عبداللہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

لیکونن فی ولدہ یعنی العباس ملوک یلون امراء امتی یعز اللہ تعالی بھم الدین ۔(۵۳)

علامہ ابن الجوزی اس حدیث پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دار قطنی نے کہا ہے کہ اس کا ایک راوی متفرد ہے جس کا نام عبداللہ بن محمد ہے لیکن میں کہتا ہوں محمد بن صالح کے بارے میں ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ مشہور لوگوں سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔اس کے تفرد کی وجہ سے اس سے احتجاج جائز نہیں۔اس کے بارے میں احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ اس کی حدیث کسی چیز کے برابر نہیں۔ابن حبان کے مطابق اس کا تذکرہ جائز نہیں کہ وہ حدیثیں وضع کرتا ہے۔'' (۵۴)

دیگر متفرق ضعیف وموضوع احادیث:

۱۔ واقعہ اسراء ومعراج سے متعلق حدیث کا تنقیدی جائزہ:

حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

'' لما عرج بی الی السماء مامررت بسماء الا وجدت ای علمت اسمی فیھا مکتوبا، محمد رسول اللہ وابوبکر خلفی.''(۵۵)

''جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، اس پر اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکر کا نام لکھا ہوا پایا۔''

ابن عراق کنانی نے اس حدیث کے دیگر شواھد کی بناء پر کہا ہے کہ اس کی اسانید اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایکدوسرے کو تقویت دیتی ہیں لہذا حدیث حسن کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔(۵٦)

علامہ شامی کے مطابق اس کی اسانید واھی ہیں۔(۵۷)

ابن الجوزی کے مطابق: یہ حدیث درست نہیں ابن حبان کے مطابق (اس حدیث کی سند کا ایک راوی غفاری احادیث وضع کرتا تھا اور عبدالرحمٰن کی تضعیف پر سب کا اتفاق ہے۔(۵۸)

علامہ شوکانی نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔(۵۹)

۲۔اسماء النبی ﷺ سے متعلق حدیث کا تنقیدی جائزہ:

علامہ قسطلانی نے امام نووی کی تھذیب الاسماء والصفات سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اسمی فی القرآن محمد وفی الانجیل احمد وفی التورۃ احید وانما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جھنم.'' (٦٠)

''قرآن میں میرا نام محمد، اور انجیل میں احمد، اور توریت میں احید ہے، میرا نام احید اس لیے رکھا گیا ہے، تاکہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور رکھوں۔''

علامہ محمد طاہر الھندی کے مطابق: اس حدیث کی سند میں اسحاق راوی کذاب ہے۔ اور سفینہ سے حدیثیں وضع کرتا تھا۔(۶۱) ابن عراق کنانی اس حدیث پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسحاق بن بشیر ہے۔ علامہ سیوطی نے تناقض کیا ہے۔ ایک طرف تو انہوں نے اس حدیث کو معجزات وخصائص میں شمار کیا ہے حالانکہ انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں وضاحت کی ہے کہ انہوں نے اخبارِ موضوعۃ سے احتراز کیا ہے۔(۶۲)

۳۔ عبادات نبوی ﷺ سے متعلق روایت کا تنقیدی جائزہ:

علامہ قسطلانی نے ابن رجب کی اللطائف سے ایک روایت صیغہ مجھول سے بیان کی ہے۔

''أنه تعبد حتی صار کالشن البالی.'' (۶۳)

علامہ زرقانی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ''اللہ اس حدیث کے حال کو بہتر جانتا ہے۔ احادیث صحیحہ میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ آپ ﷺ عبادت کی اس حالت تک پہنچے ہوں۔''(۶۴)

علامہ طاہر الھندی کے مطابق: اس حدیث کی سند میں محمد بن الحجاج متروک ہے۔(۶۵)

۴۔ اسرائیلی روایات کا تنقیدی جائزہ:

ہر دور میں علماء مفسرین اور سیرت نگاروں نے اسرائیلی روایات اپنی اپنی تصانیف میں شامل کیں۔ اسرائیلی روایات کے دو بڑے سرچشمے کعب الاحبار اور وھب بن منبہ ہیں۔ ان دونوں علماء سے متعدد اسرائیلی روایات مروی ہیں۔ علامہ قسطلانی نے بھی المواہب اللدنیہ میں کئی مواقع پر کعب الاحبار اور وھب بن منبہ کی روایات نقل کی ہیں۔ اسرائیلی روایات نقل کرنے کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

''تحدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج.'' (۶۶)

''تم بنی اسرائیل سے بیان کرو، کوئی حرج نہیں''

''حدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج.'' (۶۷)

''بنی اسرائیل سے بیان کرو، کوئی حرج نہیں''

''لاتصدقوا اهل الکتاب ولا تکذبوهم'' (۶۸)

''تم اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ ہی تکذیب۔''

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلی روایات بیان کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن بعد میں بہت سے وضاعین اور کذابین نے جھوٹی احادیث گھڑ کر انہیں کعب الاحبار اور وھب بن منبہ کی جانب منسوب کردیا۔ اس بناء پر ان

دونوں علماء کی روایات تنقید وتحقیق کی محتاج رہتی ہیں۔

علامہ قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں جو اسرائیلی روایات نقل کی ہیں ان میں سے چند ایک کا تنقیدی تجزیہ حسبِ ذیل ہے۔

☆ کعب الاحبار سے مروی ہے:

"لما أراد الله تعالى ان يخلق محمدا أمر جبريل أن يأتيه بالطينة التي هي قلب الارض وبهاؤها ونورها...الى آخره."

"جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو جبرائیل کو حکم دیا کہ وہ مٹی لے کر آئیں جو زمین کا قلب اس کی رونق اور اس کا نور ہے۔" (۶۹)

علامہ زرقانی نے اس حدیث کو اسرائیلیات میں شمار کیا ہے۔ (۷۰) اس حدیث کی تردید وتضعیف حقیقت محمدیہ سے متعلق ضعیف وموضوع روایات کے تجزیہ میں گزر چکی ہے۔

☆ ابن عساکر نے کعب الاحبار سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کا نام عرش اور ہر آسمان اور ہر جنت پر لکھا۔ (۷۱)

علامہ زرقانی کے مطابق: یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے اور بعض حفاظ نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ (۷۲)

☆ علامہ قسطلانی نے ابن النجار کی "تاریخ المدینۃ" سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی کعب الاحبار ہیں۔

"مامن فجر يطلع الانزل سبعون ألف ملك يحفون بقبره عليه الصلاة والسلام يضربون بأجنحتهم حتى اذا أمسوا عرجوا وهبط سبعون ألف ملك ...الى آخره." (۷۳)

"ہر فجر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جو آپ ﷺ کی قبر کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اپنے پروں کے ساتھ مارتے ہیں حتی کہ شام کو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اور اترتے ہیں۔۔۔ آخر تک۔"

علامہ زرقانی نے شرح المواہب میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت کتب قدیمہ سے لی گئی ہے۔ (۷۴) اس روایت کا کتب قدیمہ سے ہونا بھی غیر محتمل ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ روایت آپ ﷺ کی وفات کے بعد اور آپ ﷺ کی قبر سے متعلق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وضاع نے قبر مبارک کی فضیلت کے ضمن میں اس روایت کو اختراع کیا اور کعب کی جانب منسوب کر دیا۔ کتب قدیمہ میں تو زیادہ تر روایات آپ ﷺ کی آمد اور فضائل سے متعلق ہوتی ہیں۔ نہ کہ وہ روایات جن کا تعلق آپ ﷺ کی وفات کے بعد سے ہے۔

☆ وانما كان ادريس عليه السلام في السماء الرابعة لأنه هناك توفي ولم تكن له تربة في الارض على ماذكر. (۷۵)

"ادریسؑ چوتھے آسمان پر تھے اس لیے کہ انہوں نے وہاں وفات پائی اور زمین میں ان کی قبر نہیں جیسا کہ بیان ہوا ہے۔"

حافظ ابن حجر اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ "یہ اسرائیلیات میں سے ہے اور اللہ اس کی صحت کو بخوبی جانتا ہے جہاں تک رفع ادریس کا تعلق ہے کہ وہ زندہ ہیں کسی بھی مرفوع طریقے سے ثابت نہیں اور یہ قصہ کعب الاحبار سے مروی ہے۔"(۷۶)

خلاصہ بحث:

المواہب اللدنیۃ کی ان تمام ضعیف، موضوع اور اسرائیلی روایات کے تنقیدی جائزہ کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ احادیث پر وضع اور ضعف کا حکم لگانے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ محدثین کا ایک گروہ جس حدیث کو ضعیف قرار دیتا ہے دوسرا گروہ اس حدیث پر وضع کا حکم لگاتا ہے۔

محدثین کا گروہ جو احادیث کو موضوع کی بجائے ضعیف قرار دیتا ہے اور ضعیف احادیث کو قبول کرتا ہے، ان کے پیشِ نظر دو اصول ہیں۔ اوّل یہ کہ فضائل و مناقب سے متعلق ضعیف احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ دوم یہ کہ اگر کسی حدیث کے طرق کثیر ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کی اصل موجود ہے۔ چنانچہ ولادتِ نبوی ﷺ سے متعلق جن روایات کو علامہ شبلی نعمانی نے بے اصل اور موضوع کہا ہے، مولانا ادریس کاندھلوی نے انہیں کثرتِ طرق کی بناء پر قبول کر لیا ہے۔

واقعہ غرانیق کو ابن العربی، علامہ بیہقی، امام رازی اور قاضی عیاض وغیرہ نے موضوع قرار دیا ہے۔ جبکہ ابنِ حجر اور علامہ قسطلانی وغیرہ نے کثرت طرق کی بناء پر اس واقعہ کی اصلیت کو ثابت کیا ہے۔ حدیث احیاء ابوی کو علامہ ابن الجوزی، علامہ ذھبی، ملا علی القاری، علامہ شوکانی اور علامہ جورقانی نے موضوع اور باطل کہا ہے جبکہ علامہ سیوطی، علامہ قسطلانی، امام عجلونی اور مولانا عبدالحئی لکھنوی کے مطابق یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے اور فضائل و مناقب سے متعلق ضعیف روایات کو قبول کر لیا جاتا ہے۔ حدیث احیاء ابوی بھی ایک منقبت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت سے متعلق احادیث کو امام ابن تیمیہ، علامہ شوکانی، ابن القیم، ابن عبدالھادی اور دیگر متعدد علماء محدثین نے موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ جبکہ علامہ تقی الدین السبکی، علامہ قسطلانی، مولانا عبدالحئی لکھنوی، علامہ ڈاکٹر طاہر القادری اور علامہ عجلونی نے کثرت طرق کی بناء پر ان احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح حدیث ردّ شمس پر علامہ ابن الجوزی، ابن تیمیہ، امام احمد، علامہ ذھبی، ابن قیم، ابن کثیر اور علامہ البانی نے وضع کا حکم لگایا ہے جبکہ امام طحاوی ورقاضی عیاض وغیرہ نے اس واقعہ کو صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح حدیث الحمار، حدیث الغزالہ اور حدیث الضب کے ضعیف اور موضوع ہونے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ تقریباً وہ تمام احادیث جنہیں علماء کے ایک گروہ نے موضوع قرار دیا ہے دوسرے گروہ نے کثرت طرق کے اصول کی بناء پر احادیث کو قبول کر لیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القسطلانی، أحمد بن محمد شہاب الدین ابوالعباس (م۹۲۳ھ)، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۳/ ۴۰۴؛ دارقطنی، علی بن عمر بن أحمد بن مھدی، أبوالحسن (م۲۸۵ھ)، السنن، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ۲/ ۲۷۸؛ الحاکم، محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویۃ النیسابوری، أبوعبداللہ (م۴۰۵ھ)، المدخل الی الصحیح، تحقیق: ربیع بن ھادی عمیر المدخلی، مؤسسۃ الرسالۃ، ب۔ت، ۱/۱/ ۱۸۸؛ الغزالی، محمد ابی حامد (م۵۰۵ھ)، احیاء علوم الدین، دارالخیر بیروت، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷م، ۶/ ۱۲۷؛ السمھودی، علی بن أحمد نورالدین (م۹۱۱ھ)، وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفیٰ، تحقیق: محمد محی الدین، دارالنفائس الریاض ۱۹۵۵ء، ۴/ ۱۳۳۶؛ ابن النجار، محمد بن محمود محبّ الدین (م۶۴۳ھ)، الدرۃ الثمینۃ فی أخبار المدینۃ، تحقیق: صالح جمال، نشر دارالفکر بیروت ۱۳۹۱ھ، ۱۴۳؛ الدولابی، محمد بن أحمد، أبوبشر (م۳۱۰ھ)، الکنی والاسماء، نشر دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۳ھ، ۲/ ۶۴؛ الخرکوشی، عبدالملک بن أبی عثمان محمد بن ابراھیم الخرکوشی النیسابوری (م۴۰۶ھ)، شرف المصطفیٰ، تحقیق: ابوعاصم نبیل بن ھاشم الغمری، دارالبشائر الاسلامیۃ، ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳ء، ۳/ ۱۶۸، ۱۶۹؛ قاضی عیاض، أبوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض (م۵۴۴ھ)، الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ، تحقیق: علی محمد البجاوی، مطبعۃ عیسی البابی وشرکاہ، قاہرہ، ۱۳۹۸ھ۔۱۹۷۷ء، ۲/ ۶۶۶؛ تقی الدین السبکی، علی بن عبدالکافی بن علی، ابوالحسن (م۷۵۶ھ)، شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام، دائرۃ المعارف عثمانیۃ حیدرآباد، ب۔ت، ۲، ۳؛ المقریزی، أحمد بن علی بن عبدالقادر، تقی الدین (م۸۴۵ھ)، امتاع الأسماع بما للنبیﷺ من الأحوال والأموال والحفدۃ، تحقیق: محمد عبدالحمید النمیسی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹ء، ۱۴/ ۶۱۴؛ بعض روایات میں وجبت کی بجائے حلت کا لفظ آیا ہے۔ دیکھئے محمد بن محمد بن سلیمان، امام، جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد، بنک فیصل الاسلامی قبرص، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء، ۱/ ۵۶۴؛ البرزنجی، جعفر بن السید اسماعیل المدنی، نزھۃ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین، مطبعۃ الجمالیۃ بمصر، ۱۳۳۲ھ۔۱۹۱۴ء، ۹۹؛ الفاسی، محمد بن أحمد بن علی الفاسی تقی الدین، ابوالطیب (م۸۳۲ھ)، شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام، داراحیاء الکتب العربیۃ، عیسی البابی الحلبی وشرکاؤہ، ۱۹۵۶ء، ۲/ ۳۹۷

۲۔ المواہب اللدنیۃ، ۳/ ۴۰۴؛ أبونعیم أحمد بن عبداللہ اصبہانی (م۴۳۰ھ)، کتاب ذکر أخبار اصبہان، طبع فی مدینۃ لیدن بحروسۃ بمطبعۃ بریل ۱۹۴۱ء، ۲/ ۲۱۹؛ شفاء السقام، ۱۳؛ وفاء الوفاء، ۴/ ۱۳۴۰؛ امتاع الأسماع، ۱۴/ ۶۱۴؛ الفاسی، محمد بن أحمد الفاسی، تقی الدین، ابوالطیب (م۸۳۲ھ)، العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء، ۶/ ۶۹؛ ؛ صالح بن محمد بن سعید الرفاعی، الأحادیث الواردۃ فی فضائل المدینۃ، الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ، مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ، ۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۲ء، ۵۸۵؛ شفاء الغرام، ۲/ ۳۹۷؛

۳۔ المواہب اللدنیۃ، ۳/ ۴۰۴؛ کتاب الموضوعات، ۲/ ۱۲۸؛ العجلونی، اسماعیل بن محمد (م۱۱۶۴ھ)، کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث۔۔۔، مؤسسۃ مناھل العرفان بیروت، ب۔ت، ۲/ ۲۷۸؛ الشوکانی، محمد بن علی (م۱۲۵۰ھ)، الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ، تحقیق: عبدالرحمٰن بن یحیی الیمانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء، ۱۱۷؛ الصغانی، حسن بن محمد بن الحسن القریشی الصغانی، ابوالفضائل (م ۶۵۰ھ)، موضوعات، تحقیق: نجم عبدالرحمٰن خلف، دارنافع للطباعۃ والنشر، القاہرۃ، ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۰ء، ۱۱، ۱۰؛ ابن السید درویش، محمد، أسنی المطالب فی أحادیث مختلفۃ المراتب، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، صاحب المکتبۃ التجاریۃ الکبری بمصر، ۱۳۵۵، ۳۱۰؛ ابن السید درویش، محمد، أسنی المطالب فی أحادیث مختلفۃ المراتب، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، صاحب المکتبۃ

التجاریۃ الکبری بمصر، ۱۳۵۵، ۱۵۹۔۱۶۰

۴۔ المواہب اللدنیۃ، ۳/ ۴۰۴؛ سنن دار قطنی، ۲/ ۲۷۸؛ وفاء الوفاء، ۴/ ۱۳۴۴؛ شفاء السقام، ۱۶، ۲۴؛ الشفاء، ۲/ ۶۶۷؛ الطبرانی، سلیمان بن احمد، أبوالقاسم (م ۳۶۰ھ)، المعجم الاوسط، تحقیق: ڈاکٹر محمود الطحان، مکتبۃ المعارف الریاض (۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء)، ۴/ ۲۲۲، ۲۲۳؛ الطبرانی، سلیمان بن احمد، أبوالقاسم (م ۳۶۰ھ)، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی عبدالمجید السلفی، وزارتِ الاوقاف والشؤون الدینیۃ احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء، ۱۲/ ۳۱۰ (۱۳۴۹۶۔۱۳۴۹۷)؛ ۱/ ۱۸۸؛ شرف المصطفیٰ ۳/ ۱۷۴؛ الفاکہی، محمد بن اسحاق، ابوعبداللہ (من قبل سنۃ ۲۸۰ھ)، أخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ، تحقیق: عبدالملک بن دھیش، نشر مکتبۃ ومطبعۃ النہضۃ الحدیث، مکۃ المکرّمۃ، ۱۴۰۷ھ، ۱/ ۶۳۴؛ جمع الفوائد، ۱/ ۵۶۴؛ ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد العسقلانی، شہاب الدین (م ۸۵۲ھ)، المطالب العالیۃ، بزوائد المسانید الثمانیۃ، تحقیق: حبیب الرحمٰن الأعظمی، ادارہ الشؤن الاسلامیۃ، کویت ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۳ء، ۱/ ۳۷۲ (۱۲۵۴)؛ الألبانی، محمد ناصرالدین، سلسلۃ لأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ وأثرھا الشیئ فی الأمۃ، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۹۸۵ء، ۳/ ۸۹ (۱۰۲۱)؛ شفاء الغرام، ۲/ ۳۹۷

۵۔ المواہب اللدنیۃ، ۳/ ۴۰۵؛ سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی البصری الشہیر بأبی داؤد الطیالسی (م ۲۰۴ھ)، المسند، دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۰۸ھ، ۱۲، ۱۳؛ شرف المصطفیٰ، ۳/ ۱۷۲؛ شفاء السقام، ۲۲؛ وفاء الوفاء، ۴/ ۱۳۴۲، ۱۳۴۵؛ المطالب العالیۃ، ۱/ ۳۷۱ (۱۲۵۳)؛ احمد بن محمد بن صدیق الغماری الحسنی (م ۱۳۸۰ھ)، المداوی لعلل الجامع وشرحی المناوی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۶/ ۲۰۳؛ امتاع الأسماع، ۱۴/ ۶۱۴

۶۔ شفاء السقام، ۲۷؛ ۱/ ۱/ ۱۸۸؛ عبدالرزاق بن ہمام، ابوبکر الصنعانی (م ۲۱۱ھ)، المصنف، المکتب الاسلامی بیروت لبنان، ۱۹۷۲ء، ۹/ ۲۶۷ (۱۷۱۶۶)؛ احیاء علوم الدین، ۶/ ۱۲۷؛ الشفاء، ۲/ ۶۶۷

۷۔ کشف الخفاء، ۲/ ۲۵۰، ۲۵۱؛ علی الھندی، محمد طاہر بن علی (م ۹۸۶ھ)، تذکرۃ الموضوعات وفی ذیلھا قانون الموضوعات والضعفاء، ادارۃ الطباعیۃ المنیریۃ بمصر ۱۳۴۳ھ، ۷۵؛ ظفر الامانی، ۴۵۵، ۴۵۶

۸۔ ظفر الامانی، ۴۵۵، ۴۵۶

۹۔ الألبانی، محمد ناصرالدین، التوسل أنواعہ وأحکامہ، الدار السلفیۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۰ھ، ۱۷؛ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، عبدالسلام (م ۷۲۸ھ)، اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ أصحاب الجحیم، المکتبۃ السلفیۃ لاہور، ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ء، ۴۰۱؛ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم تقی الدین عبدالسلام (م ۷۲۸ھ)، کتاب الرد علی الأخنائی واستحباب زیارۃ خیر البریۃ الزیارۃ الشرعیۃ، الرئاسۃ العامۃ الادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد الریاض، ۱۴۰۴، ۳۰؛ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، أبوالعباس شیخ الاسلام (م ۷۲۸ھ)، الجواب الباھر فی زوار المقابر، تحقیق: سلیمان الصنیع، المطبعۃ السلفیۃ قاہرہ، ۱۳۹۸ھ، ۵۴؛ الموضوعات (الصغانی)، ۱۱۸؛ الفوائد المجموعۃ، ۱۱۷؛ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، ۱/ ۶۱ (۴۵)، ۱/ ۶۲ (۴۷)؛ اسنی المطالب، ۲۹۳؛ النجمی، احمد بن یحیی، أوضح الاشارۃ فی الرد علی من أجاز الممنوع من الزیارۃ، الادارۃ العامۃ للطبع والترجمۃ الریاض، ۱۴۰۵ھ، ۱۳۹؛ الألبانی محمد ناصرالدین، ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء، ۳۳۳ (۱۱۲۷)، ۳۳۵ (۱۱۲۸)

۱۰۔ الموضوعات (الصغانی)، ۱۱۸

۱۱۔ اسنی المطالب، ۲۹۳

۱۲۔ أوضح الاشارۃ،۱۳۶

۱۳۔ الرد علی القبوریین،۶۶

۱۴۔ التوسل والوسیلۃ،۱۷؛کتاب الرد علی الاخنائی،۳۰

۱۵۔ اقتضاء الصراط المستقیم،۴۰۱

۱۶۔ ابن قیم الجوزیۃ،محمد بن ابی بکر،ابوعبداللہ(م ۷۵۱ھ)،اغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان،تحقیق:محمد حامد الفقی،دارالمعرفۃ بیروت لبنان، ۱۳۵۸ھ۔۱۹۳۹ء،۲۱۸/۱؛الرد علی القبوریین،۶۴،۶۵

۱۷۔ المواہب اللدنیۃ،۲۰۹/۲؛الطحاوی،احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ الأزدی الحنفی(م ۳۲۱ھ)،مشکل الأثار،دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء،۲/ ۷،۴ / ۲۶۸؛ الشفاء،۱/ ۴۰۰،۴۰۱؛الماوردی،علی بن محمد ، ابوالحسن، أعلام النبوۃ ، مکتبۃ الکلیات الأزھریۃ،ب۔ت،۱۱۲؛کتاب الموضوعات،۱/ ۲۶۶؛ابن کثیر،اسماعیل بن عمر بن کثیر،عمادالدین،أبوالفداء(م ۷۷۴ھ)،البدایۃ والنہایۃ،دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع،۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۱ء،۲۶۸/۴؛الذھبی،محمد بن أحمد،شمس الدین أبوعبداللہ(م ۷۴۸ھ)،میزان الاعتدال فی نقد الرجال،مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظہ مصر لصاحبہا محمد اسماعیل،۱۳۲۵ھ،۵/ ۲۰۵؛ابن حجر ، أحمد بن علی العسقلانی، أبوالفضل(م ۸۵۲ھ)،لسان المیزان،تحقیق:محمد عبدالرحمٰن المرعشی،داراحیاء التراث العربی،بیروت لبنان۔۱۹۹۶ء،۵/ ۱۲۷،۱۲۸(۶۰۳۴)؛المقاصد الحسنۃ،۲۷۰؛کشف الخفاء،۲۲۰/۱؛تذکرۃ الموضوعات،۹۶؛ابن عراق کنانی،علی بن محمد(م ۹۶۳ھ)،تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ،مکتبۃ القاہرۃ بمصر،ب۔ت،۳۷۸/۱؛ملاعلی قاری،نورالدین علی بن محمد بن سلطان(م ۱۰۱۴ھ)، الاسرار المرفوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ،تحقیق:محمد الصباغ،دارالامانۃ،مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان ۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱ء،۱۲۱،۲۰۸؛علی القاری الھروی(م ۱۰۱۴ھ)،المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع(وھو الموضوعات الصغری)،تحقیق:عبدالفتاح أبوغدہ،مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب،۱۹۶۹ء،۲۱۴؛ الشوکانی،محمد بن علی(م ۱۲۵۰ھ)،الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ،تحقیق:عبدالرحمٰن بن یحیی الیمانی،دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان،۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء،۳۵۰تا۳۵۳؛ابن قیم الجوزیۃ،محمد بن أبی بکر،شمس الدین أبوعبداللہ (م ۷۵۱ھ)،المنار المنیف فی الصحیح والضعیف،تحقیق:عبدالفتاح ابوغدۃ،مکتب المطبوعات الاسلامیۃ،حلب،مکتبۃ النھضۃ بیروت، ۱۹۷۰ء،۵۷،۵۸؛ظفر الامانی ۴۶۱؛سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ،۳۹۵/۲،۳۹۷،۴۰۱

۱۸۔ کتاب الموضوعات،۲۶۶/۱

۱۹۔ الجورقانی،حسین بن ابراھیم الجورقانی الہمدانی،ابوعبداللہ(م ۵۴۳ھ)،الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر،تحقیق : عبدالرحمٰن عبدالجبار الفریوائی،ادارۃ البحوث الاسلامیۃ والدعوۃ والافتاء بالجامعۃ السلفیۃ بنارس،۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء

۲۰۔ ابن تیمیہ،احمد بن عبدالحلیم(م ۷۲۸ھ)،منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعہ والقدریۃ،المکتبۃ السلفیۃ لاہور پاکستان ۱۹۸۶ء،۱۸۶/۴

۲۱۔ البدایۃ والنہایۃ،۴۶۱/۴

۲۲۔ البدایۃ والنہایۃ،۴۶۸/۴

۲۳۔ شاہ عبدالحق دہلوی،مدارج النبوۃ،مکتبۃ نوریہ رضویۃ سکھر پاکستان،۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ئس،۲/ ۲۵۴،۲۵۵

۲۴۔ المقاصد الحسنۃ،۲۷۰

۲۵۔ الشفاء،۴۴۳/۱؛سیوطی،عبدالرحمٰن بن ابوبکر،جلال الدین،أبوالفضل(م ۹۱۱ھ)،الخصائص الکبریٰ،دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان،۲/

۱۰۷؛الدیار بکری، حسن بن محمد بن الحسن (م ۹۶۶ھ)، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، دار صادر بیروت، ب۔ت ۱۸۷/۲،

۲۶۔ المواہب اللدنیۃ ،۲/ ۲۲۵؛ کتاب الموضوعات ،۲۱۸/۱

۲۷۔ أسنی المطالب،۱۱۶

۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ،۳۷۴/۴

۲۹۔ دلائل النبوۃ (بیہقی)، ۳۶/۶؛ اعلام النبوۃ ،۱۲۰؛ الوفاء ،۳۳۶/۱؛ محمد بن محمد بن سلیمان، امام، جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد، بنک فیصل الاسلامی قبرص، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء، ۵۲۹/۲ (۸۴۶۷)؛ الخصائص الکبریٰ ،۱۰۷/۲

۳۰۔ المواہب اللدنیۃ ،۲۲۵/۲

۳۱۔ ایضاً ،۲۲۶/۲

۳۲۔ کشف الخفاء ،۳۰۶/۲؛ الأسرار المرفوعۃ ،۲۳۸

۳۳۔ البدایۃ النہایۃ ،۵۴۲/۴

۳۴۔ علی القاری الھروی (م۱۰۱۴ھ)، المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع (وھو الموضوعات الصغریٰ)، تحقیق: عبد الفتاح أبو غدہ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب، ۱۹۶۹ء، ۵۱

۳۵۔ الأسرار المرفوعۃ ،۱۶۰، نیز دیکھیے کشف الخفاء ،۱/ ۳۰۶

۳۶۔ المقاصد الحسنۃ ،۱۸۷؛ المواہب اللدنیۃ ،۲۲۶/۲

۳۷۔ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات ،۴۳۲/۳

۳۸۔ المواہب اللدنیۃ ،۴۳/۱

۳۹۔ الحاکم، محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم النیسابوری، ابو عبد اللہ (م ۴۰۵ھ)، المستدرک علی الصحیحین، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند بمحروسہ حیدر آباد دکن لاہور، کتاب التاریخ، ومن کتاب آیات رسول اللہ ﷺ التی دلائل النبوۃ ،۶۷۲/۲ (۴۲۲۸)؛ دلائل النبوۃ (بیہقی)، ۴۸۹/۵؛ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابو القاسم (م۳۶۵ھ)، المعجم الصغیر، تحقیق: عبد الرحمٰن محمد عثمان، المکتبۃ السلفیۃ لصاحبہا المدینۃ المنورۃ، ۱۹۶۸ء، ۲/ ۸۳؛ ھیثمی، نور الدین أبو الحسن علی بن أبی بکر (م ۸۵۷ھ)، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۴۵۳/۸ (۱۳۹۲)؛ السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین (م ۹۱۱ھ)، الدر المنثور فی تفسیر المأثور، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰ء، ۱۱۶/۱؛ محمد المدنی، الاتحاف السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ، دائرۃ المعارف العثمانیۃ بعاصمۃ حیدر آباد دکن، ۱۳۵۸ھ، ۱۴۰۔۱۴۱؛ شرف المصطفیٰ ،۱۶۵/۱؛ الشامی، محمد بن یوسف الصالحی (م ۹۴۲ھ)، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود، علی محمد معوض، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳ء، ۸۵/۱؛ الآجری، محمد بن الحسین ابوبکر (م ۳۶۰ھ)، الشریعۃ، تحقیق: ولید بن محمد بن نبیہ، موسسۃ قرطبۃ الطباعۃ والنشر والتوزیع ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء، ۲/ ۲۴۶ (۱۰۰۶)؛ الوفاء بأحوال المصطفیٰ ،۳۳/۱؛ النبہانی، یوسف بن اسماعیل (م ۱۳۵۰)، حجۃ اللہ العالمین فی معجزات سید المرسلین، المکتبۃ ایشیق بشارع دار الشفقۃ استانبول ترکیہ، ۱۳۹۴ھ۔۱۹۷۴ء، ۲/ ۸۱۴؛ معین الدین کاشفی الھروی، معارج النبوۃ، مکتبۃ نوریۃ رضویۃ دکٹوریہ مارکیٹ سکھر پاکستان، ۱۳۹۸ھ۔۱۹۷۸ء، ۷/۱؛ ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ)، المورد الروی فی المولد النبوی، تحقیق: محمد بن علوی بن عباس، مرکز تحقیقات اسلامیۃ لاہور ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء، ۱۹، ۴۷

۴۰۔ المدخل (حاکم)، ۱/۱۵۴؛ الذھبی محمد بن أحمد، شمس الدین أبوعبداللہ (م ۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظۃ مصر لصاحبہا محمد اسماعیل، ۱۳۲۵ھ، ۲/۱۰۶؛ المزی، جمال الدین أبی الحجاج، یوسف (م ۷۴۲ھ)، تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، تحقیق: أحمد علی عبید، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، ۱۹۹۴ء، ۱۱/ ۱۹۵؛ ابن حجر، أحمد بن علی الکنانی العسقلانی (م ۸۵۲ھ)، تھذیب التھذیب، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۴ء، ۶/ ۱۶۲، ۱۶۳؛ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی، أبوالفرج (م ۵۹۷ھ)، کتاب الضعفاء والمتروکین، تحقیق: أبوالفدا عبداللہ القاضی، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء، ۲/۹۵ (۱۸۷۱)

۴۱۔ المستدرک، کتاب التاریخ، ومن کتاب آیات رسول اللہ ﷺ التی دلائل النبوۃ، ۲/۲۷۲ (۴۲۲۸)

۴۲۔ ابن حجر، احمد بن علی بن محمد العسقلانی، أبوالفضل (م ۸۵۲ھ)، تلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر، تحقیق: سید عبداللہ ھاشم الیمانی المدنی، المکتبۃ الأثریہ جامع اہل حدیث، سانگلہ ہل پاکستان، ۱۳۸۴ھ۔ ۱۹۶۴ء، ۲/۶۱۵

۴۳۔ دلائل النبوۃ، ۵/۴۸۹

۴۴۔ التوسل والوسیلۃ، ۸۵

۴۵۔ محمد تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار، قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ کراچی، ۱۹۸۶ء، ۲۰۹

۴۶۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ، ۱/ ۴۰؛ علامہ البانی نے اپنی کتاب التوسل انواعہ واحکامہ میں بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے الألبانی محمد ناصر الدین، التوسل أنواعہ وأحکامہ، الدار السلفیۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۰ھ، ۱۰۲، ۱۱۲، ۱۱۳

۴۷۔ المواھب اللدنیہ، ۱/ ۴۲۴؛ محب طبری، أحمد بن عبداللہ محب الدین طبری، (م ۶۹۴ھ)، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان، ۱۹۷۴ء، ۲۰۵؛ ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی، شھاب الدین ابن حجر (م ۸۵۲ھ)، الصواعق المحرقۃ فی الرد علی أھل البدع والزندقۃ، تحقیق: عبدالوھاب عبداللطیف، مکتبۃ القاھرۃ لصاحبہا علی یوسف سلمان مصر، ۱۳۸۵ھ۔ ۱۹۶۵ء، ۲۳۷

۴۸۔ کتاب الموضوعات، ۱/ ۳۴۵؛ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی (م ۵۹۷ھ)، العلل المتناھیۃ فی الأحادیث الواھیۃ، دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاھور، ۱۹۷۹ء، ۱/۲۹۰

۴۹۔ ابن عراق کنانی، علی بن محمد (م ۹۶۳ھ)، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ، مکتبۃ القاھرۃ بمصر، ب۔ت ۱/۱۱

۵۰۔ ذخائر العقبیٰ، ۱۹۶؛ الطبرانی، سلیمان بن احمد، أبوالقاسم (م ۳۶۰ھ)، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی عبدالمجید السلفی، وزارت الاوقاف والشؤون الدینیۃ احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء، ۶/ ۲۰۵ (۶۰۲۰)

۵۱۔ المواھب اللدنیۃ، ۱/ ۴۲۴

۵۲۔ ایضاً، ۱/ ۴۲۴؛ ذخائر العقبیٰ، ۲۰۵

۵۳۔ العلل المتناھیۃ، ۱/۲۸۹

۵۴۔ المواھب اللدنیہ، ۱/ ۴۲۴

۵۵۔ العلل المتناھیۃ، ۱/ ۲۸۸، ۲۸۹، احمد بن صدیق الغماری نے بھی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ دیکھئے احمد بن محمد بن صدیق الغماری الحسنی (م ۱۳۸۰ھ)، المداوی لعلل الجامع وشرحی المناوی، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۵/ ۲۷۴

۵۶۔ ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد العسقلانی، شھاب الدین (م۸۵۲ھ)، المطالب العالیۃ، بزوائد المسانید الثمانیۃ، تحقیق: حبیب الرحمٰن الأعظمی، ادارہ الشؤن الاسلامیۃ، کویت ۱۳۹۲ھ۔۱۹۷۳ء، ۳۵/۴، (۳۸۹۱)؛ محبّ طبری، أحمد بن عبداللہ محبّ الدین الطبری (م۶۹۴ھ)، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، مکتبہ محمد أمین الخانجی وشرکاہ بالاستانہ ومصر، ب۔ت، ۱۱۲/۱؛ الطبرانی، سلیمان بن احمد، أبوالقاسم (م۳۶۰ھ)، المعجم الاؤسط، تحقیق: ڈاکٹر محمود الطحان، مکتبۃ المعارف الریاض (۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء)، ۶۰/۳، (۲۱۱۳)

۵۷۔ تنزیہ الشریعۃ، ۳۷۲/۱

۵۸۔ سبل الھدٰی، ۴۱۲/۱۔۴۱۴

۵۹۔ کتاب الموضوعات، ۲۳۶/۱؛ تذکرۃ الموضوعات، ۹۳

۶۰۔ الفوائد المجموعۃ، ۳۳۹

۶۱۔ المواہب اللدنیۃ، ۳۸۸/۱

۶۲۔ تذکرۃ الموضوعات، ۸۶

۶۳۔ تنزیہ الشریعۃ، ۳۳۸/۱

۶۴۔ المواہب اللدنیۃ، ۳۷۱/۳

۶۵۔ الزرقانی، محمد بن عبدالباقی (م۱۰۹۹ھ)، شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۷۴/۱۲

۶۶۔ تذکرۃ الموضوعات، ۸۶

۶۷۔ أحمد بن حنبل، أبوعبداللہ الشیبانی (م۲۴۱ھ)، المسند، مکتبۃ دارالباز مکۃ المکرّمۃ، ۱۹۹۳ء، ۴۴/۱۰ (۱۱۰۳۴)

۶۸۔ مسند أحمد، ۱۴۶/۱۰ (۱۳۶۲)؛ المدخل (حاکم)، ۱۰۴،۸۴؛ القضاعی، محمد بن سلامۃ، ابوعبداللہ، مسند الشھاب، تحقیق: حمدی عبدالمجید السّلفی، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۶ء، ۳۸۷/۱ (۴۳۲)؛ عبدالرزاق بن ھمام، ابوبکر الصنعانی (م۲۱۱ھ)، المصنف، المکتب الاسلامی بیروت لبنان، ۱۹۷۲ء، ۳۱۲/۱۰ (۱۹۲۱۰)

۶۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، أبوعبداللہ (م۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۹ء، کتاب التوحید، باب مایجوز من تفسیر التوراۃ، ۱۳۰۲ (۷۵۴۲)

۷۰۔ المواہب اللدنیۃ، ۳۴/۱؛ شرف المصطفیؐ، ۳۰۰/۱

۷۱۔ شرح الزرقانی، ۸۳/۱

۷۲۔ المواہب اللدنیۃ، ۴۰۸/۲

۷۳۔ شرح الزرقانی، ۳۱۵/۸

۷۴۔ المواہب اللدنیۃ، ۳۱۶/۲؛ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، أبومحمد (م۲۵۵ھ)، السنن، تحقیق: سید عبداللہ ھاشم یمانی المدنی، نشرالسنۃ ملتان، باکستان، ۱۳۸۶ھ۔۱۹۶۶، باب ما اکرم اللہ تعالی نبیہ ﷺ بعد موتہ، ۴۳/۱ (۹۵)؛ الغزالی، محمد ابی حامد (م۵۰۵ھ)، احیاء علوم الدین، دارالخیر بیروت، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷م، ۱۲۷/۶

۷۵۔ شرح الزرقانی، ۳۷۹/۷

۷۶۔ المواہب اللدنیۃ، ۳۷۲/۲